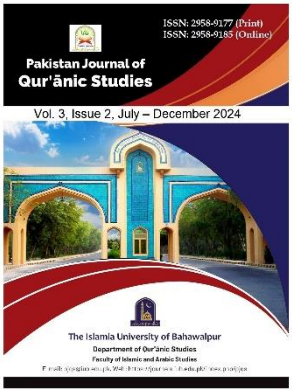

Pakistan Journal of Qur'ānic Studies

ISSN Print: 2958-9177, ISSN Online: 2958-9185
Vol. 3, Issue 2, July – December 2024, Page no. 305 – 323
HEC: https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1089226#journal_result
Journal homepage: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs
Issue: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/issue/view/206
Link: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/article/view/3733
DOI: https://doi.org/10.52461/pjqs.v3i2.3733
Publisher: Department of Qur'ānic Studies, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

---

Title **A Research Study of the Role of Preachers and their Missionary Responsibilities in Semitic Religions**

Author (s): **Misbah Sajjad**
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Govt. Sadiq College Women University, Bahawalpur. ORCID: 0009-0009-2829-7399, misbahsajjad125@gmail.com

Dr.Sobia khan
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Govt. Sadiq College Women University, Bahawalpur.
sobiakousar.khan@gmail.com

Received on: 05 December, 2024
Accepted on: 15 December, 2024
Published on: 30 December, 2024

Citation: Misbah Sajjad, and Dr. Sobia khan. 2024. “ سامی ادیان مین مبلغین کا کردار اور انکی تبلیغی ذمہ داریوں کا تحقیقی مطالعہ: A Research Study of the Role of Preachers and Their Missionary Responsibilities in Semitic Religions”. Pakistan Journal of Qur’ānic Studies 3 (2):305-23. https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/article/view/3733.

Publisher: The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

All Rights Reserved © 2024 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

سامی ادیان مین مبلغین کا کردار اور انکی تبلیغی ذمہ داریوں کا تحقیقی مطالعہ

A research study of the role of preachers and their missionary responsibilities in Semitic religions

Misbah Sajjad
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Govt. Sadiq College Women University, Bahawalpur. ORCID: 0009-0009-2829-7399, misbahsajjad125@gmail.com

Dr.Sobia khan
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Govt. Sadiq College Women University, Bahawalpur. sobiakousar.khan@gmail.com

Abstract:

This research study explores the role of preachers in Semitic religions and their missionary responsibilities. The study examines how preachers contribute to the dissemination of religious teachings, their methods of preaching, and the challenges they face. It also analyzes the historical and contemporary impact of their missionary efforts in shaping religious communities. Through a comparative analysis, the study highlights the similarities and differences in the preaching traditions of major Semitic religions. The findings provide insights into the significance of preachers in religious propagation and their influence on followers.
Keywords: *Ppreachers, missionary, responsibilities, Semitic religions.*

بنیادی سوالات:

اس تحقیقی مطالعے کے بنیادی سوالات درج ذیل ہو سکتے ہیں:

1. سامی ادیان میں مبلغین کا کردار کیا ہے، اور وہ اپنے مذہبی پیغام کو کس طریقے سے عام کرتے ہیں؟
2. سامی ادیان میں مبلغین کی تبلیغی ذمہ داریاں کیا ہیں، اور وہ کن اصولوں پر عمل کرتے ہیں؟
3. تبلیغ کے مختلف طریقے (زبانی، تحریری، عملی) سامی ادیان میں کس حد تک مؤثر ثابت ہوئے ہیں؟
4. سامی ادیان میں تبلیغ کی تاریخی اور موجودہ صورت حال میں کیا فرق پایا جاتا ہے؟
5. جدید دور میں مبلغین کو کن چیلنجز کا سامنا ہے، اور ان کا سامی ادیان کی تبلیغی روایات پر کیا اثر پڑا ہے؟

مقاصد تحقیق:

اس تحقیقی مطالعے کے مقاصد درج ذیل ہیں:

- سامی ادیان میں مبلغین کی حیثیت اور ان کی تبلیغی سرگرمیوں کو سمجھنا۔
- یہ معلوم کرنا کہ مبلغین کن اصولوں اور طریقوں کے تحت مذہبی پیغام کو عام کرتے ہیں۔
- سامی ادیان میں تبلیغ کی روایتی اور جدید شکلوں کا موازنہ کرنا۔

سامی ادیان، جن میں یہودیت، عیسائیت اور اسلام شامل ہیں، دنیا کے بڑے اور قدیم مذاہب میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ان ادیان میں تبلیغ ایک اہم عنصر کے طور پر دیکھی جاتی ہے، جس کے ذریعے مذہبی تعلیمات کو پھیلایا جاتا ہے اور لوگوں کو دین کی طرف راغب کیا جاتا ہے۔ مبلغین، جو ان مذاہب کے پیغام کو عام کرنے کی ذمہ داری نبھاتے ہیں، نہ صرف مذہبی اصولوں کی وضاحت کرتے ہیں بلکہ اخلاقی، سماجی اور روحانی اصلاح میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ تحقیقی مطالعہ سامی ادیان میں مبلغین کے کردار، ان کی تبلیغی ذمہ داریوں اور ان کے اثرات کا جائزہ لیتا ہے، تاکہ یہ سمجھا جاسکے کہ تبلیغ کس طرح مذہبی، سماجی اور ثقافتی تشکیل میں معاون ثابت ہوتی ہے۔

مذہب کے لغوی معنٰی و مفہوم:

مذہب کے لغوی معنی زندگی گزارنے اور چلنے کے ہیں اسکو انگلش میں Religion کہتے ہیں جو کہ لاطینی زبان سے ماخوذ ہے۔ اس کا اصطلاحی مفہوم عقائد نظریات اور پوجاپاٹ کے ہیں۔[1]

مذہب کا لفظ عقیدے، عبادات اور روحانی رسومات تک محدود ہے۔ مذہب کسی گروہ یا قوم کی انفرادی یا روحانی زندگی کے پہلوؤں تک محدود رہتا ہے۔ یہ انسانی زندگی کے تمام شعبوں سے متعلق رہنمائی فراہم نہیں کرتا (بی ٹائلر) لکھتا ہے کہ "مذہب روحانی موجودات پر عقیدے کا نام ہے"

"Religion mean the belief in spiritual being." (B Tylor)

دین کے لغوی معنی و مفہوم:

دین سے مراد مکمل ضالطہ حیات کے ہیں۔ دین انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے اسلام کو بطور دین پسند فرمایا کیونکہ اسلام کے معنی سر تسلیم خم کرنے اور فرمانبرادری کے ہیں۔ اسلام ہماری زندگی کے تمام شعبوں مثلاً عبادات، معاملات، اخلاقیات، معاشرتی، معاشی اور سیاسی پہلوؤں میں رہنمائی کا ذریعہ ہیں۔

[1] پروفیسر محمد نواز چوھدری، مطالعہ مذاہب عالم (لاہور: پولی پرنٹرز، 2017ء) 11۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک جتنے بھی انبیاء آئے سب نے لوگوں کو ایک دین اسلام ہی کی دعوت دی کیونکہ دین اسلام ہی ہماری پوری زندگی پر محیط ہے۔[2] قرآن مجید میں ہے:

"الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا"[3]

اس کے علاوہ حدیث میں ہے:

"قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " بُنِيَ الإِسْلاَمُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامِ الصَّلاَةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ "[4]

"رسول ﷺ نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اول کہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں بیشک محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ﷺ ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔"

پس قرآن کی آیت اور حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین اسلام ہے جو کہ ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ اللہ ایک ہے اسکی عبادت کی جائے اور اسی کے حکم کی اطاعت کی جائے کیونکہ قرآن میں ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ"[5]

"اے ایمان والو اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔"

اس سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی اللہ کے حکم کے مطابق گزارے اور اس نے جو حکم دیا اس کی تکمیل کرے تاکہ دنیا اور آخرت میں فلاح و کامیابی حاصل کر سکے۔

سامی ادیان کا بیان:

سامی مذہب کو الہامی مذہب بھی کہا جاتا ہے الہامی یا سامی مذہب میں یہودیت، عیسائیت اور اسلام داخل ہیں اس وقت پوری دنیا میں بڑے مذاہب اسلام، عیسائیت اور یہودیت ہیں ان سب کے داعی اللہ کے سچے رسول تھے اور ان سب کی تعلیمات بھی ایک تھی وہ یہ کہ ایک خدا کی عبادت کرنا یعنی ان کی تعلیمات خاص توحید پر مبنی تھی بعد میں عیسائیت اور یہودیت

[2] پروفیسر محمد نواز چوھدری، مطالعہ مذاہب عالم، 18۔

[3] المائدہ (5):3۔

[4] ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الجامع الصحیح البخاری (بیروت: دار طوق النجاۃ، 1422ھ) رقم الحدیث: 8۔

[5] النساء (4):59۔

کے لوگوں نے اپنی کتابوں میں تحریف کر لی جس کی وجہ سے عصرِ حاضر میں تورات اور انجیل اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں ہے۔[6]

ادیان الہامی کی امتیازی خصوصیات:

الہامی مذاہب میں وحی الٰہی کا تصور پایا جاتا ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے:

"وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى"[7]

سامی مذاہب کی تعلیمات توحید پر مبنی ہے یعنی اس میں ایک خدا کا تصور پایا جاتا ہے جیسے کہ حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد ﷺ نے توحید الٰہی کی تعلیمات دی کیونکہ قرآن مجید میں ہے: "قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ"[8]

ایک اور جگہ پر ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَإِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ"[9] "اور تمہارا معبود ایک معبود ہے۔"

الہامی مذاہب میں پیغمبروں کا تصور بھی پایا جاتا ہے قرآن مجید میں ہے:

"هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ "[10]

الہامی مذاہب کی تعلیمات آسمانی کتب پر مبنی ہیں۔ الہامی یا سامی مذاہب مشرق وسطی کے خطے میں محدود نظر آتا ہے ۔الہامی مذاہب کی تمام تر تعلیمات تبلیغی ہیں اس کے علاوہ الہامی یا سامی مذاہب کی تعلیمات معین واضح اور نمایاں ہیں۔ الہامی مذاہب کی تعلیمات زندگی کے تمام شعبوں میں رہنمائی کا ذریعہ ہیں اور یہ تمام انسانوں کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہیں اس لیے الہامی مذاہب کی تعلیمات کو کلی تعلیمات کہا گیا ہے۔[11]

مذہب یہودیت میں تصور تبلیغ:

مذہب یہودیت کا شمار دنیا کے قدیم ترین مذاہب میں ہوتا ہے اس مذہب کے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کہا جاتا ہے اس لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لقب امام الناس تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی سارہ کے بطن سے اسحٰق ؑ پیدا ہوئے اور دوسری بیوی ہاجرہ کے بطن سے اسماعیل ؑ پیدا ہوئے پھر حضرت اسحٰق ؑ کے بیٹے کیا نام یعقوب ؑ تھا جس کی وجہ سے

---

[6] ڈاکٹر منور حسین چیمہ، ادیان عالم کا تقابلی مطالعہ (لاہور: زبدہ پبلیکیشنز، 2024ء)38۔

[7] النجم (53):4۔

[8] الاخلاص (112):1۔

[9] البقرہ (2):163۔

[10] الصف (61):9۔

[11] احمد عبد اللہ، مذاہب عالم (لاہور: سعادت آرٹ پریس، 2002ء)24۔

ان کی نسل اسرائیل کہلائی یعقوب کے ایک بیٹے کا نام یہودا تھا جس کی وجہ سے بنی اسرائیل کی قوم یہودی کہلانے لگے اور ان کا مذہب یہودیت کے نام سے معروف ہو گیا۔

یہودی مذہب میں خالص توحید پایا جاتا ہے وہی بنی اسرائیل یہودی ہیں۔ جن کا ذکر قرآن میں ہے۔ اسرائیل کے معنی اللہ کے محبوب بندے کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر خاص انعامات کیے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ قوم تھی۔ قرآن میں بنی اسرائیل کے نام پر سورت بھی ہے۔ ان پر اللہ تعالیٰ نے بے شمار انعامات کیے لیکن پھر بھی انھوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جس کی وجہ سے قوم چالیس سال تک صحرا میں بھٹکی رہی اس قوم پر اللہ کا غضب مسلط ہو گیا۔[12]

جب یہ قوم برائیوں میں مبتلا ہوئی تو اللہ نے ان کی اصلاح کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا ان کی طرف نبی بنا کر جس دور میں حضرت موسیٰؑ کی پیدائش ہوئی۔ اس دور میں بنی اسرائیل پر فرعون کی بادشاہت تھی۔ فرعون کے دور میں لڑکیوں کو زندہ رہنے دیا جاتا تھا اور لڑکوں کو قتل کر دیا جاتا تھا کیونکہ فرعون نے خواب دیکھا کہ اس کی قوم میں ایک ایسا لڑکا پیدا ہو گا جو اسکی بادشاہت کو ختم کرے گا خداوند کریم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش ہی فرعون کے گھر پر کی۔ جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جنگ کی تو فرعون اللہ کے حکم سے دریا عبور کرتے وقت دریا کی نذر ہو گیا اور اس میں غرق ہو کر مر گیا کیونکہ فرعون خود کو خدا تصور کرتا تھا۔ آج بھی لوگوں کی عبرت کے لیے فرعون کی لاش مصر کے عجائب گھر میں موجود ہے۔

جب یہودی قوم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے لگی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اصلاح کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا۔ انھوں نے ان کی تعلیمات کو بھی نظر انداز کیا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے تو ان کی قوم نے بچھڑے کو معبود بنا لیا اور ان کے بارے میں قرآن میں ہے: "وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ "[13]

"اور یہ کہتے ہیں کہ عزیز اللہ کے بیٹے ہیں۔"

جبکہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک تمام ابنیاء نے خالص توحید کی دعوت دی اور عقیدہ توحید کا بیان قرآن کی سورت اخلاص سے کھل کر واضح ہو جاتا ہے۔

"قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ "[14]

---

[12] عماد الحسن فاروقی، دنیا کے بڑے مذاہب (لاہور: مکتبہ جدید ہر یس، 2013ء) 313۔

[13] التوبہ (9):30۔

[14] الاخلاص (112):1 تا 4۔

"کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہے اللہ کسی کا محتاج نہیں نہ وہ کسی سے جنا ہے اور اس نے کسی کو جنا ہے
کوئی اس کا ہمسر اور ثانی نہیں۔"

یہود کی مقدس کتاب:

یہود کی مقدس کے کتب میں پہلے نمبر پر تورات آتی ہے جس کو عہد نامہ قدیم کہا جاتا ہے۔ یہ پانچ کتابوں کا مجموعہ ہے جس میں کتاب پیدائش، کتاب خروج، کتاب الاحبار، کتاب گنتی اور کتاب انتثاء شامل ہیں۔ یہ یہود کی مقدس دینی کتب ہیں ۔تورات کے معنی نور اور روشنی کے ہیں۔ اس کتاب کو اہل یہود شریعت اور قانون ی کتاب کہتے ہیں۔ تورات کی ان پانچ کتب کو خمسہ موسوی کتب خمسہ بھی کہا جاتا ہے۔ عصرِ حاضر میں تورات کی کتاب اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں ہے اس میں تحریف ہو چکی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان لوگوں کے بارے میں فرمایا:

وہ لوگ جو کتاب کو خوف اپنے ہاتھوں سے لکھ لیتے ہیں ان کے لیے ہلاکت ہے۔

"فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ "[15]

پس تورات، زبور، انجیل اور قرآن مجید آسمانی کتب ہے سوائے قرآن مجید کے تمام کتب میں تحریف ہو چکی ہے۔ ان کتب میں اصلی تعلیمات الٰہی موجود نہیں ہے۔

تالمود:

تالمود یہودیوں کی مقدس کتاب ہے۔ یہ کتاب وہی غیر مقطوع ہے۔ اس کتاب کو یہود کے احباء، علماء اور ربی نے لکھا ہے۔ یہ کتاب عہد نامہ قدیم کی تشریح ہے۔ اس میں زیادہ تر فقہی احکامات قوم یہود کے موجود ہیں۔ اہل یہود کہتے ہیں کہ تورات کو جس نے تالمود کے بغیر لکھا اس کا کوئی خدا نہیں۔[16]

یہودی مذہب میں تصور تبلیغ:

جس طرح تعلیمات اسلام کی تبلیغ کا محاصر حکم ہے اسی طرح یہودیت میں تبلیغ کا حکم عام نہیں ہے بلکہ یہودیت میں تبلیغ کا حکم محدود ہے اور یہودیت میں یہودی مذہب کی تعلیم دینا یا اسکی تبلیغ کرنا عام نہیں ہے۔

یہودی اپنے مذہب میں کسی غیر یہودی کو قبول نہیں کرتے کیونکہ یہود اپنے آپ کو خدا کی پسندیدہ قوم تصور کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہود کی رسومات بہت زیادہ سخت ہیں۔ آجکل عصرِ حاضر میں یہود پھر بھی جدید سوچ رکھتے ہیں۔ انھوں نے

---

[15] البقرہ(2):79۔

[16] عبد القادر شیبہ الحمد، اقوام عالم کے ادیان و مذاہب، مترجم: ابو عبد اللہ محمد شعیب (گوجرانوالہ: مسلم پبلیکیشنز، 2007ء)44۔

اپنی فکری سوچ کو وسیع کر لیا ہے، اس لیے یہ اپنے مذہب یہود میں دوسروں کو داخل ہونے کی تبلیغ کرتے ہیں۔ ان کے مذہب میں جو تعلیمات ہیں وہ کافی سخت ہیں۔ یہود موسوی احکامات کے پابند ہوتے ہیں۔ ان کے مطابق اگر کسی مرد نے 13 سال کی عمر میں شادی نہ کی تو وہ شخص لعنت کا مستحق ہو گا۔

اس کے علاوہ یہود کے لیے تعداد ازواج میں کوئی قید نہیں۔ وہ ایک سے زائد شادیاں جتنی مرضی کر سکتا ہے۔ یہودی مذہب میں مرد کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہے طلاق دے سکتا ہے۔ اسکے علاوہ عورت اگر حیض کی حالت میں ہو تو یہودی مرد اس کو الگ تھلک رکھے گا اور اس کے ساتھ کھانا بھی نہیں کھائے گا۔ یہ تعلیمات اسلام کے منافع ہیں۔ ان پر عمل کرنا عام انسان کا کام نہیں ہے۔[17]

یہودیت میں داخل ہونے کے بعد یہودی رسوم پر عمل کرنا بے حد ضروری ہوتا ہے کیونکہ اہل یہود اپنے عقائد و تعلیمات کے لحاظ سے سخت ہیں۔ یہود میں بہت سست اور کاستر کھانے کا عمل انتہائی پیچیدہ اور سخت ہے۔

اگر کوئی شخص یہودی مذہب میں داخل ہونا چاہتا ہے تو اہل یہود نے ان کے لیے سخت شرائط عائد کیں ہیں۔ اگر کوئی عام شخص یہودیت قبول کرے گا تو وہ اپنی مرضی اور رضامندی سے قبول کرے گا۔ یہودی مذہب کو قبول کرنے سے قبل وہ یہودی مذہب کی تعلیمات جیسے تلمود جو کہ یہود کی مکمل دینی تعلیمات پر مشتمل ہے اس کا مطالعہ اور تورات کا مطالعہ کرنا انتہائی ضروری ہے اور پھر اس تعلیمات پر عمل کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔

یہودیت میں داخل ہونے سے قبل وہ یہودیت طرزِ زندگی کو اپنائے گا اور یہود کی شرعی تعلیمات کی مکمل پابندی کرے گا۔ اگر وہ اس میں کامیاب ہو گیا تو یہود کے داعی یا علماء جس کو ربی کہتے ہیں۔ اگر اس کی نگرانی میں کسی شخص نے یہود کی تعلیمات کو مکمل پابندی اور دلچسپی کے ساتھ سیکھا تو وہ اس مذہب میں داخل ہو گا اور مذہب میں داخل ہونے سے قبل مرد کو ختنہ کروانا پڑتا ہے اور ایک مقدس غسل لینا پڑتا ہے جو کہ ربی دیتا ہے۔ یہود کی عبادت گاہ کو سینا گاگ کہتے ہیں۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ تبلیغی لحاظ سے یہودی مذہب بہت محدود ہے اور یہود اپنے مذہب میں غیر یہودی کو بآسانی داخل نہیں ہونے دیتے یہ صرف اپنے مذہب میں ان لوگوں کو جگہ دیتے ہیں جن کے آباءاجداد یہودی ہوں کیونکہ یہ اپنے آپ کو خاص قوم تصور کرتے ہیں۔

[17] مولانا انیس احمد فلاحی مدنی، مذاہب عالم (لاہور: اردو بازار، س ن) 128۔

تعارف عیسائیت:

عیسائی مذہب کا شمار سامی مذاہب میں ہوتا ہے۔ اس مذہب کی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف کی جاتی ہے۔ عیسائیت بین المذاہب میں سے ایک ہے۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مذہب کی شاخ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کی رہنمائی کے لیے نبی بھیجا۔ جب بھی کسی قوم کی حالت خراب ہوتی تو اسکو راہ راست پر لانے کے لیے اور اسکی ہدایت کے لیے نبی کو بھیجا جو کہ لوگوں کو توحید الٰہی کی تعلیمات دیتا تھا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات بھی توحید پر مبنی تھی۔ آپ کا عبرانی نام یسوع تھا۔ جبکہ عربی نام عیسیٰ تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مریم کے بطن سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ آپؑ نے بچپن میں ہی کلام کرنا شروع کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو معجزات عطاء فرمائے ان میں **چند معجزات** مندرجہ ذیل یہ ہیں:

اللہ تعالیٰ نے نے آپ کو بغیر باپ کے پیدا کیا۔ بچپن میں ہی حضرت مریم کی پاک دامنی کی گواہی کے لیے کلام شروع کر دیا۔ آپ مٹی سے پرندہ بنا کر اس پر پھونک مارتے تو اللہ کے حکم سے اصلی پرندہ ہو کر اُڑنے لگ جاتا تھا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ معجزہ عطا کیا کہ آپ پیدائشی نابینا کو ٹھیک کر دیتے تھے۔ اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کر لیتے تھے۔ آپ کوڑھی کو ٹھیک کر لیتے تھے۔[18]

بائبل کی تعلیمات کے مطابق حضرت عیسیٰ کی پرورش اور ان کا تعلق یہودی گھرانے سے تھا۔ جب ان کی عمر 30 سال ہوئی تو انھیں بپتسمہ دیا گیا جو کہ عیسائیت میں داخل ہونے کے لیے ایک خاص طریقے سے غسل دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ چالیس روز تک نفس کی خواہشات کے خلاف جہاد کرتے ہیں پھر انھیں 30 سال کی عمر میں نبوت عطا کی جاتی ہے اور 3 سال تک تقریبا انھوں نے عیسائی تعلیمات کی تبلیغ کی۔ عیسائی تعلیمات بھی خالص توحید پر مبنی تھی۔ ان کی تعلیمات میں یہ عقیدہ بھ تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

"قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ"[19]

اے لوگوں کہہ دو کہ بیشک میں تمہاری طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

ان کی تعلیمات میں یہ بھی داخل تھا کہ اگر کوئی شخص شریعت کی تعلیمات پر عمل نہیں کرتا یا گناہ کرتا تو توبہ استغفار کرنے سے اللہ اس کے گناہ معاف کر دے گا۔ عیسائی تعلیمات میں معاشرتی اور اخلاقی تعلیمات میں داخل تھیں۔ اس کے علاوہ والدین کے ساتھ حسن سلوک اور انکی عزت کرنے کی تلقین کی گئی تھی۔[20]

---

[18] محمد الیاس گھمن، حضرت عیسیٰ کے معجزات، ڈیجیٹل لائبریری، 28 دسمبر 2020ء

[19] الاعراف (7):158۔

[20] پروفیسر نواز چوھدری، مطالعہ مذاھب عالم، 202۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جو کتاب نازل ہوئی تھی اس کا نام انجیل تھا جس کے معنی خوشخبری کے ہیں۔ پھر اسی انجیل کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مددگار تھے۔ انکی تعداد 12 تھی۔ انھوں نے عیسائی مذہب کی تبلیغ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ساتھ دیا۔ عیسائی مذہب کی تعلیمات کو پھیلایا پھر انھوں نے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوبی یعنی سولی تک پہنچایا پھر یہ اپنے اس فعل سے نادم بھی ہوئے لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے آسمان پر اُٹھا لیئے گئے۔ اب ان کو اللہ کے حکم سے قرب قیامت دنیا میں ظہور ہو گا۔ ان میں سے کچھ حواریوں نے انجیل اربعہ لکھی جو کہ یہ تھی:

1. انجیل یوحنا
2. انجیل متی
3. انجیل یوقا
4. انجیل یوقس[21]

یولوس رسول سینٹ پال جو کہ یہودی تھا۔ اس نے یہودیت کو چھوڑ کر عیسائی تعلیمات کو اختیار کر لیا اور جدید عیسائیت کی بنیاد رکھی۔ عیسائیت میں عقیدہ ثلیث کی ابتداء یعنی باپ بیٹا اور روح المقدس کی ابتداء اس نے کی۔ اس نے نعوذ باللہ عیسائیت میں یہ تعلیمات دی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نعوذ باللہ اللہ کے بیٹے ہیں۔ اس کے علاوہ اس نے یہ بھی کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مصلوب ہو کر تمام عیسائیوں کے گناہوں کا کفارہ ادا کر گئے ہیں۔ اس نے عیسائیت میں نئے عقائد و نظریات کو داخل کیا جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توحید پر مبنی تعلیمات متاثر ہوئیں۔

عیسائیت میں تصور تبلیغ:

عیسائی عبادت گاہ کو کلیسا یا چرچ کہتے ہیں۔ اور ان کے علماء کو پادری کہا جاتا ہے۔ عیسائیت کی تعلیمات کو حواریوں نے بھی پھیلایا۔ اس کے علاوہ سینٹ پال نے بھی عیسائی مذہب کی تبلیغ میں اہم کردار ادا کیا۔ اس کے علاوہ عیسائیت کے دو فرقوں پروٹسٹنٹ اور کیتھولک نے بھی عیسائیت کی بھرپور تبلیغ کی عیسائی لوگ تبلیغ عیسائیت کو مذہبی فریضہ قرار دیتے ہیں۔ اس لیے یہ عیسائیت کی تبلیغ کے لیے بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ عیسائیت کی تبلیغ میں پولوس رسول یعنی سینٹ پال نے اہم کردار ادا کیا۔ اس نے بھرپور عیسائیت کی تبلیغ کی اور عیسائیوں کی عبادت گاہیں یعنی چرچ بھی قائم کروائے۔ دوسری صدی میں اس نے عیسائی

[21] مولانا انیس احمد فلاحی مدنی، مذاہب عالم، 147۔

تعلیمات کا بھرپور پرچار کیا۔ جس کے لیے اس نے لوگوں کے کافی فلاحی کام بھی کروائے تاکہ لوگ متاثر ہو کر عیسائیت کو قبول کرلیں۔ ابتدائی تین صدیوں میں عیسائیت کی تبلیغ واشاعت نئے نئے علاقوں میں میں ہوتی رہی۔ عیسائی مذہب نہ صرف مشرق اور شام میں پھیلا بلکہ یہ آرمینا، ایشیائے کوچک اور ایران تک پھیل گیا۔ پھر اٹلی اور روم میں بھی عیسائی جماعتیں قائم کی گئ جو نہ صرف خود عیسائی تعلیمات کی پیروری کرتی بلکہ دوسروں کو بھی عیسائیت کی تعلیمات دیتی تھیں۔ عصرِ حاضر میں عیسائی جدید ذرائع کے استعمال بھی عیسائی تعلیمات کی تبلیغ کررہے ہیں۔ جیسے یوٹیوب اور انسٹاگرام پر مسیحی تعلیمات کو فروغ دیا جاتا ہے اور دوسرے لوگوں کو مسحیت کی تبلیغ دی جاتی ہے۔[22]

عیسائی مذہب میں داخل ہونے کے لیے بپتسمہ کی رسم:

بپتسمہ عیسائیت میں داخل ہونے کے لیے ایک غسل کا نام ہے۔ کوئی بھی شخص اس وقت تک عیسائیت میں داخل نہیں ہوسکتا جب تک وہ بیثمہ کا غسل نہ کرے۔ بیثمہ کی رسم اصل میں گناہوں کے کفارے کے لیے کی جاتی ہے۔ اس کا طریقہ کار سائرل نے لکھا ہے کہ جو شخص عیسائیت میں داخل ہوتا ہے تو پہلے وہ بیثمہ یعنی عیسائی رسم کے مطابق غسل کرتا ہے۔ جس کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ جس شخص کو غسل دیا جاتا ہے وہ اپنا منہ مغرب کی طرف میں کر کے بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں شیطان کے ہر عمل سے دستبردار ہوتا ہوں پھر اس کے بعد وہ اپنا منہ مشرق کی طرف کر کے کہتا ہے کہ میں عیسائیت کو قبول کرتا ہوں۔ عقائد عیسائیت کا اقرار کرتا ہوں پھر اس کو الگ کمرے میں لے جایا جاتا ہے جہاں اس کے پورے جسم پر ایک خاص دم کیے ہوئے تیل سے مالش کی جاتی ہے پھر اسے حوضِ بیثمہ میں ڈال دیا جاتا ہے اس کے بعد اسکو سفید رنگ کے کپڑے پہنا دیے جاتے ہیں گویا وہ گناہوں سے بالکل پاک وصاف ہوجاتا ہے۔[23]

پس حاصل کلام یہ ہے کہ اس گفتگو سے یہ بات کھل کر واضح ہوجاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو تعلیمات دیں ہیں یا لوگوں کو جس مذہب کی تبلیغ دی وہ خالص توحید پر مبنی تھیں۔ بعد میں جب یہودی سنیٹ پال یعنی پولوس رسول اس مذہب میں داخل ہوا تو اس نے عیسائیت میں جدید تعلیمات کا آغاز کیا اور عیسائیت کی تبلیغ ان جدید تعلیمات کے ذریعے کی اس نے عیسائیت میں نئے عقائد و نظریات کو فروغ دیا جس کی وجہ سے خالص توحید کی تعلیمات متاثر ہوئیں۔ جو تعلیمات اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیں اس میں اس نے تحریف کر دی۔ آج بھی عصرِ حاضر میں انسانی فلاح و بہبود اور معاشرتی

[22] عماد الحسن فاروقی، دنیا کے بڑے مذاہب (لاہور: مکتبہ جدید پریس، 2013ء)411۔

[23] پروفیسر نواز چوھدری، مطالعہ مذاہب عالم، 232۔

استحکام کے کام کر کے عیسائیت اپنے مذہب کی تبلیغ کر رہے ہیں تاکہ لوگ ان کے فلاحی و سماجی کاموں سے متاثر ہو کر عیسائیت کو قبول کر لیں۔ عیسائی تعلیمات کے فروغ کے لیے عیسائی پادریوں کا بھرپور عمل دخل ہے۔

اسلام کا تعارف:

بین الاقوامی مذاہب میں اسلام کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ اسلام وہ مذہب ہے جو کہ انسانی زندگی کے تمام شعبوں سے متعلق رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ یہ ہماری زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ آپ ﷺ کی پیدائش سے قبل عرب معاشرہ جاہلیت کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا۔ کوئی ایسی بُرائی نہ تھی جو عربوں میں نہ پائی جاتی ہو۔

جوا، شراب نوشی، زنا، بات بات پر لڑائی جھگڑا، لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا، قبائلی تعصب غرض کوئی ایسی معاشرتی بُرائی نہیں تھی جو ان میں نہ پائی جاتی ہو۔ توحید یا خدا کا کوئی تصور نہیں تھا۔ بت پرستی عام تھی۔ لوگ بتوں، پتھروں، سورج اور چاند ستاروں کو پوجا کرتے تھے۔ عربوں کی تمدنی حالت بھی انتہائی خراب تھی اور سیاسی حالت بھی انتہائی پستی کا شکار تھی۔ ہر قبیلے کا سردار ہوتا تھا۔ پورے قبیلے پر اس کی حکمرانی ہوتی تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے عربوں کی مذہبی، اخلاقی، سیاسی اور معاشرتی حالت کو بہتر بنانے اور انھیں توحید کی تعلیمات سے روشناس میں کروانے کے لیے حضور اکرم ﷺ کو پیدا فرمایا۔ آپ ﷺ 571ء مکہ میں پیدا ہوئے۔ 40 سال کی عمر میں غار حرا میں آپ ﷺ کو نبوت ملی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام غارِ حرا میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے پہلی وحی آپ ﷺ کی طرف لے کر آئے۔[24]

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ایک ایسی قوم کی طرف بھیجا جو کہ بت پرستی میں مبتلا تھی۔ اس قوم کو توحید کی دعوت دینا اتنا آسان نہیں تھا کیونکہ کوئی بھی شخص اتنی آسانی سے اپنے خیالات و نظریات سے منکر نہیں ہوتا۔ اس لیے آپ ﷺ نے ابتداء میں دعوت توحید اپنی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دی جنہوں نے فوراً سے اسلام قبول کر لیا۔ پھر اس کے بعد بچوں میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کی دعوتِ توحید قبول کی۔ مردوں میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور غلاموں میں حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کی دعوت توحید پر آپ ﷺ کو لبیک کہا۔ آپ ﷺ نے ابتدائی تین سالوں تک خفیہ دعوت تبلیغ کی اس کے بعد اللہ کے حکم سے آپ ﷺ نے کوہ صفاء پر اعلانیہ تبلیغ کا آغاز کیا۔ کیونکہ اعلانیہ تبلیغ کا حکم آپ ﷺ کو وحی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے دیا تھا۔[25] قرآن مجید میں ہے:

[24] مولانا اکبر نجیب آبادی، تاریخ اسلام (لاہور: جوھر رحمانیہ پرنٹرز، 2004ء) 1/52۔

[25] شاہ معین الدین احمد ندوی، تاریخ اسلام (لاہور: مکتبہ اسلامیہ، 2013ء) 1/30۔

"يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ "[26] "اے بالاپوش کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ۔"

اسی طرح ایک اور جگہ پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ"[27] "اے محبوب اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔"

پس اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تکمیل کے لیے آپ ﷺ نے اعلانیہ تبلیغ کا آغاز کیا۔

دین اسلام کی دینی تعلیمات کا بیان:

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک تمام انبیاء نے ایک عقیدہ جس کو عقیدہ توحید کہا جاتا ہے اسکی تعلیمات دی۔ عقیدہ توحید سے مُراد اللہ تعالیٰ کی ذات کو یکتا اور وحدہ لاشریک ماننا کیونکہ قرآن مجید میں ہے:

اس کے علاوہ دین کی بنیاد عقائد اسلام پر ہے یعنی اللہ پر ایمان لانا، رسولوں پر ایمان لانا، ان کی کتب پر ایمان لانا، فرشتوں پر ایمان لانا، عقیدہ آخرت پر ایمان لانا اور تقدیر کی اچھائی اور بُرائی پر ایمان لانا یہ اسلام کے بنیادی عقائد ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید میں ہے: "آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ "[28]

"رسول اس پر ایمان لایا جو اس کے رب کی طرف سے اس کی طرف نازل کیا گیا اور مسلمان بھی سب اللہ پر اس کے فرشتوں پر اسکی کتابوں پر اسکے رسولوں پر یہ کہتے ہوئے ایمان لائے کہ ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے انھوں نے عرض کی اے ہمارے رب ہم نے سنا اور مانا تیری ہم پر معافی ہو اور ہم نے تیری طرف آنا ہے۔"

اسی طرح عقیدہ توحید کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے قرآن مجید میں ہے کہ:

"إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ"[29] "بے شک شرک ظلم عظیم ہے۔"

اسکی وضاحت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وحدہ لاشریک ہے۔ اس کے ساتھ کسی اور کو معبود ماننا شرک کہلاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ انسان کے تمام گناہ معاف کر دے گا۔ سوائے شرک کے اس لیے مسلمان مومن تو وہ شخص ہوتا ہے جو کہ اللہ

---

[26] المدثر(74):1تا2۔

[27] الشعراء(26):214۔

[28] البقرہ(2):285۔

[29] لقمان(31):13۔

تعالیٰ پر خالص ایمان رکھتا ہے اور اسی کو تمام جہانوں کا یکتا رب مانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عقیدہ توحید پر قائم و دائم رہنے کی توفیق عطاء فرمائے تا کہ ہم دنیا و آخرت میں سرخ رو ہو سکیں۔

اسی طرح ارکان اسلام بھی دینی تعلیمات کا ذریعہ ہیں۔ ان کو بجالانا مسلمانوں کے دین اسلام کا حصہ ہے۔ حدیث میں ہے: "قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"بُنِيَ الإِسْلاَمُ عَلَى خَمْسٍ:شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ،وَإِقَامِ الصَّلاَةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ،وَالحَجِّ،وَصَوْمِ رَمَضَانَ "[30]

"حضور ﷺ نے فرمایا کہ دین اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اول گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں بے شک محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا، زکوۃ دینا اور حج ادا کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔"

پس اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام کی بنیاد یعنی ارکان اسلام میں بھی اول توحید کی دعوت دی گئی ہے۔ اس کے بعد نماز، روزہ، زکوۃ اور حج کا حکم دیا گیا ہے۔ جس میں تمام انسانوں کی فلاح و بہبود ہے کیونکہ زکوۃ ادا کرنے سے غرباء کی مدد ہوتی ہے۔ جس سے مستحکم معاشرہ قائم ہوتا ہے او دین اسلام کی خوبی اور حسن بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اسی طرح دینی تعلیمات دوسرے تمام لوگوں کے لیے حصول منفعت کا ذریعہ ہیں کیونکہ دین اسلام کی تعلیمات امن وامان کا درس دیتی ہیں اور اچھے معاشرے کی بنیاد کے لیے امن وامان اور انصاف کا قائم ہونا بہت اہمیت کا حامل ہے۔

کیونکہ دین اسلام کی تعلیمات عبادات دنیوی معاملات اور معاشرتی اخلاقیات میں ہمارے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہیں۔ دین اسلام کی تعلیمات میں عدل و انصاف داخل ہے۔ عدل و انصاف سے معاشرہ مضبوط ہوتا ہے۔ لوگوں میں محبت پروان چڑھتی ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے:

"إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ"[31] "بے شک اللہ تمہیں عدل واحسان کا حکم دیتا ہے۔"

اسی طرح حضور ﷺ میں معاشرے میں رہنے کے لیے اخوت کا درس دیا کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

"إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ"[32] "بیشک مسلمان بھائی ہیں۔"

[30] ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الجامع الصحیح البخاری (بیروت: دار طوق النجاۃ، 1422ھ) رقم الحدیث: 8۔

[31] النحل (16):09۔

[32] الحجرات (49):10۔

اس بھائی چارے سے لوگوں میں آپس میں احسان، ایثار، رواداری اور مساوات اجذبہ پیدا ہوتا ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے کہ:"يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ"[33]

"اے لوگوں!ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں قومیں اور قبیلے بنایا تاکہ تم آپس مین پہچان رکھو بیشک اللہ کے نزدیک عزت والا وہ ہے جو تم میں پرہیز گار ہے۔"

اسی طرح حدیث میں ہے:"يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَيُّ الإِسْلاَمِ أَفْضَلُ؟ قَالَ:مَنْ سَلِمَ المُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ، وَيَدِهِ"[34]

"حضور ﷺ سے لوگوں نے سوال کیا یا رسول سب سے افضل اسلام کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔"

اسی طرح دوسری حدیث میں ہے :"أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَيُّ الإِسْلاَمِ خَيْرٌ؟ قَالَ:تُطْعِمُ الطَّعَامَ،وَتَقْرَأُ السَّلاَمَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ"[35]

"ایک مرتبہ ایک آدمی نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ یارسول اللہ ﷺ کون سا اسلام بہتر ہے فرمایا کہ تم کھانا کھلاؤ جس کو پہچانو اسکو بھی جس کو نہ پہچانو اس کو بھی الفرض سب کو سلام کرو۔"

پس ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ دین کی تعلیمات انسانوں کی بھلائی کے لیے ہیں۔ دین اسلام کی تعلیمات انسان کو ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کے حسن اخلاق کے ساتھ رہنے کی ترغیت دیتی ہے۔ اسی طرح دین کی تعلیمات انسان کو رزائل اخلاق سے روکتی ہیں جو کہ دوسروں کے لیے بھی ضرر کا ذریعہ ہوتی ہیں اور انسان کے ذہنی سکون کی بھی دشمن ہوتی ہیں۔ آپ ﷺ نے جھوٹ بولنے، غیبت کرنے دوسروں کا ناحق مال کھانے رشوت کھانے اور سود کھانے سے منع فرمایا ہے۔ یہ تمام بُرائیاں انسانی معاشرے کو تباہ کر دیتی ہیں۔ دین کی تعلیمات یہ ہیں کہ انسان سچ بولے ایماندار ہو اور وعدہ پورا کرنے والا ہو۔

---

[33] الحجرات(49):13۔

[34] البخاری، الجامع الصحیح البخاری، رقم الحدیث:11۔

[35] البخاری، الجامع الصحیح البخاری، رقم الحدیث:12۔

اسلام میں تصور تبلیغ:

اسلام سے قبل جتنے بھی الہامی مذاہب تھے ان کی تعلیمات میں تحریف ہو چکی ہے اور ان آسمانی کتب میں بھی یعنی تورات اور انجیل میں بھی تحریف ہو چکی ہے۔ یہ اپنی اصلی اور مستند تعلیمات میں محفوظ نہیں رہ سکیں جبکہ قرآن مجید جو کہ عربی زبان میں حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا۔ اس کی تعلیمات آج بھی بالکل صحیح اور اصلی حالت میں موجود ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید میں ہے کہ: "إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ"[36]

"بیشک یہ قرآن ہم نے نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔"

پس دینا اسلام میں تبلیغ کا تصور تو روز ازل سے موجود ہے اور آج بھی یہ تبلیغ جاری و ساری ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے کہ:"هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ "[37]

"وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا اسے سب دینوں پر غالب کرے۔"

اسی طرح ایک اور جگہ پر ہے:"يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ"[38]

"اے نبی! پہنچادو جو کچھ اترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ایسا نہ ہو تو تم اس کا کوئی پیام نہ پہنچایا۔"

پس ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ نے حضور اکرم ﷺ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو دین اسلام کی تبلیغ دین پھر اسی طرح لوگوں کو بھی دعوت دین دینے کا کہا گیا۔

"كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ"[39]

"تم ایک بہترین امت نکالی گئی ہو تا کہ تم لوگوں کو نیکی کا حکم دو اور بُرائی سے منع کرو۔"

اس طرح حدیث میں ہے:" أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً"[40]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرا پیغام لوگوں کو پہنچاؤ اگرچہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔

---

[36] الحجر (15):9۔

[37] الصف (61):9۔

[38] المائدہ (5):67۔

[39] آل عمران (3):110۔

[40] البخاری، الجامع الصحیح البخاری، رقم الحدیث: 3461۔

پس درجہ بالا آیات وحدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ دین اسلام کی تبلیغ کرنی چاہیئے۔ مسلمانوں کا دینی فریضہ ہے کہ وہ اسلام کی لوگو کو دعوت دیں اور دوسرے لوگوں کو شریعت کی تعلیمات سے آگاہ کریں۔

فریضہ تبلیغ اسلام اور داعی کی صفات:

فریضہ تبلیغ اسلام سے مُرادیہ ہے کہ لوگوں کو دین اسلام کی تبلیغ دینا اور انھیں راہ راست پر لانا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:"**الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا**"[41]

"بیشک آج میں نے اپنا دین مکمل کر لیا تم پر اپنی نعمتیں عائد کر دیں اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند فرمایا۔"

اسی طرح قرآن مجید میں مسلمانوں کو خیر امت کہا گیا ہے۔ خیر امت کہنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ لوگوں کو دین اسلام کی دعوت دیں اور انہیں راہ راست پر چلائیں کیونکہ قرآن مجید میں ہے: "**وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا**"[42]

"پس جو چیز تمہیں رسول ﷺ دیں وہ لے لو اور جس چیز سے منع کر دیں اس سے باز آجاؤ۔"

پس دین اسلام کی تعلیمات کو اجاگر کرنا اور دوسرے لوگوں کو دین کی تعلیمات دینا مسلمانوں کا دینی فریضہ ہے۔ جس طرح دوسرے مذاہب میں اپنے مذہب کی تبلیغ کرنا محدود حد تک ہے۔ دین اسلام میں تبلیغ اسلام محدود نہیں۔ ہر وہ شخص جو نِص قطعی کی تعلیمات سے مکمل طور پر آگاہ ہے وہ دوسروں کو اسلام کی تعلیمات دے سکتا ہے اور دین اسلام میں داخل ہونے کے لیے دل اور زبان سے توحید ذات الٰہی کا اقرار کرنا اور کلمہ توحید پڑھنا ہونا ہے یعنی **لاالہ الااللہ** اسی طرح قرآں مجید میں دعوت کے اسلوب کے بارے میں ہے: "**ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ**"[43]

اور جو شخص دین اسلام کی تبلیغ کرتا ہے اس کو داعی کہا جاتا ہے۔ داعی کی صفات مندرجہ ذیل ہونی چاہیں:

داعی اخلاص اور محبت کے ساتھ دین اسلام کی تعلیمات لوگوں کو روشناس کروائے۔ اس دینی تعلیمات کی تبلیغ میں دکھاوا یا نمود و نمائش نہ ہو اور نہ ہی دنیوی منفعت کا حصول ہو بلکہ یہ دینی تبلیغ حصول رضاالٰہی کے لیے کی جائے اور اس کے حکم کی تکمیل کے لیے کی جائے۔

---

[41] المائدہ(5):3۔

[42] الحشر(59):7۔

[43] النحل(16):125۔

داعی کو چاہیئے کہ وہ بے غرض ہو کر دین اسلام کی تبلیغ کرے اور کسی سے اس کے عوض کوئی اجرت طلب نہ کرے۔
دعوت دین کا مقصد روئے زمین پر توحید الٰہی کا بول بالا کرتا اور لوگوں کو اسلام کے مطابق زندگی گزارنے کی تعلیمات دینا۔
داعی کے لیے ضروری ہے کہ وہ خود بھی شریعت اسلامیہ سے مکمل واقفیت رکھتا ہو اور شریعت کے تمام احکامات پر عمل کرنے والا ہو۔

داعی کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ نص قطعی سے خوب واقف ہو اور شریعت نے جس چیز کے کرنے کا حکم دیا اس کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے بجالائے اور جس چیز سے منع کیا اس سے دور رہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم کی تکمیل کرنے والا ہو اور اطاعت و فرمانبر دار ہو۔[44] قرآن مجید میں ہے:"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ"[45]
"اے ایمان والو! اللہ اور اسکے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو۔"

خلاصہ بحث:

پس اس تمام بحث سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ الہامی مذاہب میں بھی تبلیغ کا تصور پایا جاتا ہے۔ لیکن ان کے مذہب میں داخل ہونے کے لیے کچھ حدود و قیود ہیں۔ اگر ان حدود و قیود میں کوئی انسان کامیاب ہو گیا تو وہ اس مذہب میں داخل ہو جائے گا یعنی یا تو وہ اگر یہودیت میں داخل ہونا چاہتا ہے تو یہود میں داخل ہونے کی سخت شرائط ہیں اگر وہ ان شرائط پر پورا اترتا ہے تو اہل یہود میں داخل ہو جاتا اور اگر کوئی شخص عیسائیت مذاہب میں داخل ہونا چاہتا ہے تو عیسائی رسم کے مطابق وہ بیتسمہ کا غسل لاتا ہے پھر عیسائیت میں داخل ہوتا ہے لیکن ان دونوں الہامی مذاہب کی تعلیمات اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں ہیں۔ ان تعلیمات میں شریعت کے خلاف عقائد و نظریات داخل ہو گئے ہیں جو کہ انسان کو کفر کی طرف لے جاتے ہیں۔ الہامی مذہب میں صرف دین اسلام ہے جس کی تعلیمات قیامت تک محفوظ رہیں گی اور اسکی ے تعلیمات میں کوئی بھی شخص ردوبدل نہیں کر سکتا کیونکہ نص قطعی ہمارے لیے یعنی مسلمانوں کی رہنمائی کا ذریعہ ہے اور نص قطعی ہمیں دین اسلام کی تعلیمات سے روشناس کرواتی ہے۔ عقیدہ توحید کا حکم دیتی ہے۔ اسلام کی تبلیغ اور نشرواشاعت کرنا انتہائی آسان ہے۔ جو شخص بھی اسلام کی تعلیمات سے واقفیت رکھتا ہو وہ عصرِ حاضر میں یوٹیوب انسٹاگرام اور فیس بک کے ذریعے شرعی تعلیمات سے دوسروں کو آگاہ کو سکتا ہے۔ اسی طرح تبلیغ کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ ملت اسلامیہ میں شریعت سے متعلق عوام میں شعور و آگاہی کے لیے تربیتی ورکشاپس منعقد کروائی جائیں۔

---

[44] ڈاکٹر حمید اللہ، دعوت وارشاد (لاہور: اردو بازار، س ن) 17۔

[45] النساء (4):59۔

سفارشات:

- مبلغین کو چاہیئے کہ جدید دور کے مسائل سے رہنمائی کے متعلق شریعت کے مطابق دوسروں کو دعوت تبلیغ دیں۔
- مبلغین کو چاہیئے کہ وہ ہر شخص کو دلائل کے ساتھ جواب دیں۔
- مبلغین کو چاہیئے کہ دور جدید میں آن لائن فارمز اور سوشل میڈیا کے ذریعے دعوت و تبلیغ دیں۔
- مبلغین کو چاہیئے کہ وہ غیر متصب ہو کر خلوص کے ساتھ تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیں۔
- مبلغین کا کردار شریعت پر عمل کرنے والا ہو اور اس کا توکل علی اللہ مضبوط ہو اور وہ خود بھی پختہ ایمان رکھنے والا ہو۔
- مبلغین کو چاہیئے کہ وہ دوسروں کو ان کی ذہنی سطح کے مطابق شرعی حدود قیود کا خیال رکھتے ہوئے دعوت و تبلیغ دیں۔
- مبلغ کا کردار اعلیٰ صفات واخلاق سے مزین ہونا چاہیئے۔